ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-18

ماخذ تحقیقی مجلہ

CC BY NC

سکینہ بی بی
پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ
ڈاکٹر الطاف یوسف زئی
ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ
ڈاکٹر ندیم حسن
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو جامعہ چترال

غضنفر کے ناولوں کا موضوعاتی مطالعہ

Sakeena Bibi
Ph.D. Research Scholar. Department of Urdu Hazara University Mansehra
Dr. Altaf Yousaf zai
Associate Professor. Department of Urdu Hazara University Mansehra
Dr.Nadeem Hassan
Assistant Professor .Department of Urdu Chitral University

***Corresponding Author:** altafokasha@gmail.com

A Thematic Study of Ghazanfar's Novels

Professor Gazanfar is well reputed scholar of Indian literature. His scholarly work published up to this time is consisted of nine Novels. Two short stories or Affsanas, three volume of poetry and three out lines. He has written a book on criticisms and literature and a drama or play. Ghazanfar made the cultural, socio-political inferiority Of women,oppression of workers,poor farmers and basic problems the subject of his Novels. He brought forth all the facts that can reflect the true reflection of the exploited Class.P resented the vices of the feudal system and their Luxuries ,which gives a picture Of the political and social environment of the period.In his Novels ,Ghazanfar has covered

the problems of the subjugated sections of the society in a very subtle manner and examined all the factors due to which the society is reversing every type of decline due to the lack of attention..

Keywords: *Ghazanfar, Novel, Society, Problems, Exploitation, Sexual Lust, Religion, Rituals*

کائنات میں انسانی زندگی کا جب آغاز ہوا تو قصہ کہانی کی ابتداء بھی ہوئی یہ قصے اور کہانیاں جب نسل در نسل ایک معاشرے سے دوسرے معاشرے میں پہنچے تو داستان وجود میں آئی داستان کے بعد ناول نے جنم لیا۔ناول ایک معاشرے کی مکمل تصویر کشی کا تحریری بیان ہے جس میں معاشرتی اصلاح کا درس موجود ہے۔ناول نگاری بنیادی طور پر نثری ادب کی ایک صنف سمجھی جاتی ہے ہر ناول نگار نے ایک مخصوص معاشرتی مسئلے کی نشان دہی کر کے اس سے حل کرنے کی بہترین تحریری جستجو کی ہے جو کہ اس کا نظریہ تنقید بن جاتا ہے جیسا کہ مشہور زمانہ ناول "جنگ اور امن" میں ایک جنگ کا مکمل حال بیان کیا گیا ہے۔شوکت صدیقی کے ناول
"خدا کی بستی" میں مفلس الحال طبقے کے مسائل بڑی ہی خوش اسلوبی سے بیان کیے ہیں مولوی نذیر احمد گھریلو مسائل کو ضبط تحریر میں لاتے نظر آتے ہیں اس طرز کو اپناتے ہوئے "بیگمات کے آنسو" پورا ناول مغلیہ خاندان کی تباہ حالی پر مبنی ہے اسی مناسبت سے اگر دیکھا جائے تو اردو ناول نگاری میں غضنفر کا اسلوب بیان قابل ستائش مانا جاتا ہے ان کا ہر ناول ایک الگ معاشرتی مسائل کی عکاسی کرتا ہے اور تقریباً تمام اہم معاشرتی مسائل کو انہوں نے زیر بحث لانے کی بہترین کوشش کی ہے جیسا کہ ان کا ناول "پانی" زندگی کی بقا کے لیے ایک جہد مسلسل کا درس دیتا ہے "کینچلی" انسانی ہمدردی کا شعور اور احساس محرومیت کو اجاگر کرتا۔"دویہ بانی" ہندو مذہب کی غیر فطری رسومات کی وضاحت کرتا ہے "کہانی انکل" میں سبق آموز کہانیاں بیان کی گئی ہیں اور "مم" ناول میں شعر و شاعری اور ابتر تعلیمی صورتحال کو بطریق احسن تحریر کیا ہے۔

غضنفر نے اپنے ادبی سرمایے میں معاشرے کے محکوم طبقات کے مسائل کو انتہائی لطیف انداز میں احاطہ کرتے ہوئے ان تمام عوامل کا جائزہ لیا ہے جن کی وجہ سے معاشرہ عدم توجہ کا شکار ہو کر ہر نوع تنزل کو پلٹتا ہے۔ غضنفر محکوم طبقات کے معاشی مسائل کو اجاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دونوں منظروں کی اس دل سوز و جاں گسل صورت اور نفسا نفسی کے عالم میں بھی تجارت کا بازار گرم تھا صارفیت اپنی گرم بازاری میں جٹی ہوتی تھی بھوک اور پیاس مٹانے کے لیے ماؤں کی آنکھوں کے تارے اور باپوں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-18
ماخذ تحقیقی مجلہ

کے جگر کے ٹکڑے بیچے اور خریدے جارہے تھے پیٹ کی آگ بجھانے کے لیے بہو بیٹیوں کے تن کا سودا کیا جارہا تھا آب کے واسطے آبرو نیلام ہورہی تھی مٹھی بھر دانے کے لیے جاں سے بھی عزیز شے جاں سے الگ کی جارہی تھی آدمی آدمی کو بیچ رہا تھا آدمی آدمی کو خرید رہا تھا۔ایک گھر میں ایک ماں اپنے لاڈلے کو بھوک کی شدت اور پیاس کی حدت کے باوجود خود سے الگ نہیں کرنا چاہ رہی تھی وہ کسی بھی طرح بچے کو بیچنے کے لیے راضی نہیں ہورہی تھی ماں باپ کے درمیان رسہ کشی جاری تھی دل ودماغ کش مکش میں مبتلا تھے۔"(1)

ہر ناول نگار نے روایتی اصناف کو ہی ناول کے کردار بنا کر پیش کیا ہے لیکن غضنفر نے اردو میں ایک نیا لفظ "آبیاژہ" متعارف کروایا جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ غضنفر ناول نگار ہونے کے ساتھ ساتھ اردو کے ایک بہترین ادیب بھی ہیں دنیا کے تمام ناول نگاروں نے دنیا کے بارے میں تحریر کیا کسی نے سیاسی مسائل پر بحث کی کسی نے معاشی اور کسی نے ظلم وجبر پر لکھا اس مناسبت سے غضنفر حد درجہ اہمیت کا حامل ناول نگار جنہوں نے اس عالم کے بارے میں تحریر کیا ہے جس سے دنیا نہیں آخرت کہتے ہیں جیسا کہ ناول پانی میں ایک مقام پر درج ہے:

" دنیائے ارض کا ایک انسان فرشِ انوار پر آپہنچا ہے اور جہانِ ماہتاب کی سیر وسیاحت کی آرزو دکھتا ہے۔"

"کیا۔۔۔۔۔۔۔۔؟عالم آب وگل کا بشر یہاں تشریف لے آیا ہے!

یہ مژدہ دل پسند، خبرِ خوش آیند تو ہمارے لیے باعثِ عزت وافتخار ہے۔

اس کی آمد، آمد فصل بہار ہے۔جاؤ اس اشرف المخلوقات کا استقبال کرو اس کے حضور میر اسلام شوق کہو!عزت واحترام اور شاہانہ تزک واحتشام کے ساتھ اسے دربار تجلی میں لے آؤ!۔"(2)

دنیا ادب کے بہت کم ہی ناول نگاروں نے مذہب کے غیر فطری ہونے اور اس کے معاشرے پر اثرات کو ظاہر کیا ہے ان میں غضنفر کا نام صف اول میں ہونا چاہیے کیوں کہ انہوں نے "دویہ بانی" ناول میں جس طرح ہندو مذہب کی غیر فطری رسومات کو معاشرے پر اثر انداز ہوتے دکھایا ہے لاجواب منظر کشی ہے:

"شودر پتر پر دویہ بانی کا سننا ورجت ہے۔اسے یہ ادھیکار نہیں کہ وہ پاٹھ سُنالا جائے۔دویہ بانی سنے، پرنتو بندیا کے پیٹ سے جنم لینے والا بچہ کسی شودر کا بیٹا نہیں بلکہ برہمن کا پتر ہوگا اور برہمن پتر کا تو یہ جنم سدھ ادھیکار ہے کہ وہ اس بانی کا سُر سنے۔"

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-18

"ایسے نہ جانے برہمنوں کے کتنے ہی بچے شودر پیٹ سے جنمے پڑے ہیں تو کیا ان سب کو دویہ بانی سننے کا ادھیکار مل جائے گا؟"(3)

ہر ناول نگار نے جب بھی ہوس کے بارے میں لکھا تو اس میں غربت اور عورت کی لاچاری کو ہی وجہ بنایا جاتا رہا ہے اور ہمیشہ مرد کو ہی مورد الزام ٹھہرایا گیا ہے۔ لیکن یہاں ناول نگار ہوس کی وجہ انسانی رویوں کی غفلت کو ہی خیال کرتا ہے جو کہ لاجواب معاشرتی عکس بندی ہے جیسا کہ ایک لاچار عورت مینا ایک کامیاب آدمی سجن کے ناجائز بچے کی ماں بن جاتی ہے لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ نہ سجن نے اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھایا اور نہ ہی مینا کی چاہت عیش پرستی پر حد درجہ مائل ہوئی جیسا کہ ناول میں ہے:

"اب کیا ہو گا مینا بھابھی؟ سجن بابو آپ گھبرائے نہیں دنیا کو اس کا پتہ ہی نہیں چلے گا اگر پتہ چل بھی گیا تو ان کے نزدیک میرا شوہر جسمانی معذور ہے مردانہ کمزور نہیں"(4)

ہر انسان خوب سے خوب تر کی تلاش میں ہے پیسے میں خطرناک حد تک اضافے کی سوچ نے معاشرے کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے ایسا ہی ناولوں میں بھی دکھایا گیا ہے لیکن انسانیت تو یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو ضروریات تک ہی محدود رکھے غضنفر نے اپنے ناولوں میں ایک انسان کی جائز ضروریات کو ہی پورا کرنے کا خواستگار پایا ہے جیسا کہ وہ ناول "پانی" میں بیان کرتے ہیں:

"وہ لوگ کیا پی رہے ہیں؟ میں تو انہیں دیکھ کر ادھر آیا تھا۔"

وہ ــــــــــ وہ امرت پی رہے ہیں۔ وہ بھی ساغر سے نکلے ہوئے رتنوں میں سے ایک رتن ہے۔"

"امرت! ــــــ پیاس تو اسے بھی بجھ جاتی ہو گی؟"

"مورکھ! امرت سے پیاس کیول بجھتی ہی نہیں بلکہ سدیو کے لیے سماپت بھی ہو جاتی ہے۔"(5)

اردو ادب کے بہت کم ناول نگاروں نے معاشرتی مسائل کی عکاسی مجازی معنوں میں کی ہے یعنی کہ تشبیہات کا کم استعمال عمل میں لایا ہے اس مناسبت سے غضنفر کو نمایاں مقام حاصل ہے کہ انہوں نے انسانوں کے مسائل کو غیر انسانوں سے تشبیہ دے کر سمجھانے کی کوشش کی ہے جیسا کہ:

"سانپ کچھ دیر تک بابا کے سرہانے اپنی پھنکار مارتا رہا پھر اچانک نیچے جھکا کمرے سے نکلا کر کبوتری کی کابک تک پہنچا اندر منہ ڈالا انہیں ڈسا وہاں سے مویشیوں کے ٹیلے کے اندر گیا کچھ میمنوں کو ڈسا"(6)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-18
ماخذ تحقیقی مجلہ

درج بالا کردار کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کا ہر بااثر اور ظلم پرست انسان سانپ کی طرح بے اثر اور شریفوں کے وجود کو کسی طور پر قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ بلاوجہ انہیں نقصان پہنچاتا رہتا ہے۔

ناول "پانی" میں ایک کردار استحصالی قوتوں کی ترجمانی کرتا ہے کہ ایک طاقتور انسان اپنے فائدے کے بغیر بھی دوسروں پر اپنا رعب و دبدبا قائم رکھنے کے لیے انہیں تنگ کرنا چاہتا ہے۔

"وہاں میں نے حیرانی کا ایک اور منظر بھی دیکھا۔"

"وہ کیا؟"

"تالاب میں مگرمچھ پھر سے آ گئے ہیں۔"

"کیا کہا، تالاب میں پھر سے مگرمچھ آ گئے ہیں؟"

"ہاں۔۔۔۔۔۔۔میں نے تو ان کی سرگوشیاں بھی سنی ہیں۔ لیکن عجیب بات ہے ان کی آواز مگرمچھوں جیسی نہیں ہے۔

"کیا کہہ رہے ہو، مگرمچھ کی آواز مگرمچھ کی طرح نہیں ہے، تو پھر کیسی ہے؟

"مجھے کچھ ٹھیک طرح سے یاد تو نہیں ہے، لیکن اتنا ضرور ہے کہ ان کی آوازوں میں کچھ کچھ انسانی لب و لہجے جیسی چیز محسوس ہوئی ہے۔"(7)

اردو ناول نگاری میں غضنفر کا اسلوب بیان قابل ستائش مانا جاتا ہے کیوں کہ انہوں نے کردار کا حصہ بن کر اس سے معاشرتی تقاضوں کے مطابق بہترین انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے زبان دانی پر ایسی توجہ دی ہے کہ ہر کردار کو اس زبان میں پیش کر کے قارئین کی دلچسپی کو دوبالا کرنے کی کوشش کی ہے جیسا کہ "وش منتھن" ناول ہندو کے متعلق ہے اس کا ہر کردار اردو زبان کی بجائے ہندی زبان میں لکھا گیا ہے:

"ہماری عبادت کا طریقہ ان سے الگ ہے۔ ہم ان کی طرح پوجا پاٹ نہیں کرتے؟ اس کے سامنے دفعتاً ان کی عبادت گاہوں کے دروازے کھل گئے: طرح طرح کے دیوی دیوتاؤں کی مورتیاں دکھائی دینے لگیں۔ کسی میں رام، کسی میں شیو، کسی میں وشنو، کسی میں درگا، کسی میں لکشمی، کسی میں گنیش، کسی میں جے سنتوشی ماں، کسی میں ماں شیر اوالی، کسی میں چھٹ میا، کسی میں شرڈی کے سائیں بابا، کسی میں رادھا سوامی، کسی میں رجنیش نظر آنے لگے۔ (8) "

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-18

غریب کا طرز زندگی اس کی محکومیت کی ترجمانی کرتا ہے غضنفر نے اپنے ناولوں میں غریب اور امیر کا فرق سماج کے ہر پہلوؤں میں عیاں کیا ہے اور یہ فرق باضابطہ طور پر تخلیق کیا گیا ہے:

"ماں میں نے دیکھا ہے کہ بالو کی ماں کا شریر بھی میلا ہے اس کا گھر آنگن میلا ہے اس کے بچے بھی میلے ہیں میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ جو ہمارے گھر کی صفائی کرتے ہیں وہ اپنے گھر کو گندا کیوں رکھتے ہیں"(9)

ہمارے معاشرے کی تباہی کا ایک اہم وجہ ہمارا ناقص نظام تعلیم ہے ہم تعلیم تو حاصل کرتے ہیں لیکن اس تعلیم سے اپنا مقام نہیں پاسکتے اگرچہ ہمارے پاس ڈگریوں کے امبار ہوتے ہیں لیکن ان کی بدولت ہم معاشرے میں کوئی اعلیٰ معیار قائم نہیں کرسکتے اور امرا اپنے بچوں کو بیرون ممالک سے تعلیم دلوا رہے ہیں:

"یہ جو تھوک کے بھاؤ ہم جاہلوں کو ڈگریاں بانٹ رہے ہیں اس سے ادب کا بھرتا ہی بن رہا ہے انصاری صاحب ادیب کے ساتھ اتنا مذاق تاریخ میں کبھی نہیں ہوا افسوس ہم بھی اس میں شریک ہیں"(10)

غضنفر کے ناول "فسوں" کے کرداروں میں ایک کردار ناپختہ نظام سیاست کی ترجمانی کرتا ہے کہ کس طرح دور حاضر میں سیاست عوام کو بہکانے کا ایک ایسا کھیل بن چکا ہے جو کسی غریب کی ترجمانی نہیں کر رہا:

"راج نیتی کیا ہے؟ ایسا اصول جو ریاست کو سیاست کا سایہ دے سکتا ہو ایسا گھر بنا سکیں جس میں رعایا آرام سے رہ سکے لیکن افسوس یہ آلہ ایسے لوگوں کے ہاتھ میں آیا کہ جو نہ راج کو سمجھتے ہیں اور نہ نیتی کو صرف اپنے کو سمجھتے ہیں"(11)

مذہب کا ناجائز استعمال جو دور حاضر میں ملاوؤں نے صرف اپنی روزی روٹی کے لیے ہی محدود کر رکھا ہے جس سے مذہبی فرقہ واریت نے ایسے جنم لیا کہ معاشرے میں مذہبی دہشت گردی عام ہوگئی حالانکہ تمام مذاہب امن کا درس دیتے ہیں:

"مذہب جو امن و امان کا وسیلہ تھا۔ بدامنی و بدعنوانی کا ذریعہ ہوگیا۔ جسے رہبری کے لیے پیدا کیا گا تھا اس سے رہزنی کا کام لیا جانے لگا۔ روشنی کے لیے جسے اتارا گیا تھا اسے ظلمت کا آلہ کار بنا دیا گیا۔

آج کائنات کے چہرے پر جو تاریکی پھیلی ہوئی ہے اور انسانوں کے باہر اور بھیتر سیاہی کی پرتیں دکھائی دے رہی ہیں، ان کا ایک بڑا سبب مذہب کا بدلا ہوا یہ روپ بھی ہے۔

ضرورت ہے کہ مذہب کی روح کو سمجھا جائے اور اس کے نور سے فضائے دہر اور نواح دل و دماغ کو منور کیا جائے۔"(12)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-18
ماخذ تحقیقی مجلہ

زندگی بہت عزیز چیز ہے ہر انسان اپنے آپ کو زندہ رکھنے کی خاطر کوئی بھی کام کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے ایک مرد کو اپنی جان خطرے میں مبتلا کرنے کے لیے تیار کرتی ہے بھوک کی شدت ایک عورت کو اپنی آبرو قربان کرنے کے لیے تیار کرتی ہے اس کردار میں ایک اخلاقی سبق یہ ہے کہ دنیا کا انسان مفاد پرستی میں حیوانی صفت کا حامل ہے دوسروں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک روا رکھنا اس کا طرز احسان ہے:

"علاج میں گھر کا اثاثہ تو گیا ہی، دانش کی نوکری بھی چلی گئی معذوری کے سبب ملازمت سے برخاست ہونا پڑا۔ فنڈ کے آدھے روپیوں سے قرض کی ادائیگی ہوئی اور باقی سے گھر اور دواؤں کا خرچ چلتا رہا۔ دھیرے دھیرے فنڈ کا ایک ایک پیسہ بھی ختم ہو گیا۔۔۔۔۔۔ شوہر کی بیماری، بے سروسامانی اور مستقبل کی فکر نے مینا کو گھلانا شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کا جسم کمزور ہوتا چلا گیا۔"(13)

دنیا میں غریب کا کسی کو احساس ہی نہیں مسلسل مشکلات سے نبرد آزما غریب احساس کمتری کے شکار کے سبب دنیا میں عزت و احترام سے بلکل بے فکر ہو کر جی رہا ہے اور اس کی غربت کی وجہ بے روزگاری ہے۔ ناول نگار بے روزگار شخص کے بارے میں کچھ اس طرح بیان کرتا ہے:

"بنک سے لون لے کر ہوٹل کھولا۔ ہوٹل چلا بھی مگر کسی نے افواہ اڑا دی کہ اس کے یہاں "مٹن میں بیف کی ملاوٹ ہوتی ہے"۔۔۔۔۔۔ گراہک کم ہوتے چلے گئے۔ ملازموں کی تنخواہیں پاس سے دینے کی نوبت آگئی۔ بعد میں فرنیچرز بھی بک گئے۔ ہوتل بند ہو گیا۔"(14)

غضنفر نے اپنے کرداروں کے ذریعے زندگی کی بے مقصدیت کو بیان کیا ہے کہ بحث و مباحثہ کو لوگ زندگی کے معاملات میں شغل سمجھتے ہیں اور ایسی گتھلیوں کو سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں جن کا فائدہ کوئی نہیں۔ با اثر انسان اپنے شیطانی دماغ سے معصوم انسان کو ہر پل بے وقوف بنا کر اپنا مقصد خوش اسلوبی سے نکالنے میں کامیات ہو رہا ہے ایسا انسان کبھی سیاست دان کی شکل میں، کبھی پیر کی شکل میں اپنا الو سیدھا کر رہا ہے۔ شعور کی کمی کی وجہ سے ہوشیار انسان سادہ انسانوں کو بے وقوف بنا کر اپنا مقصد نکالنے میں کامیاب ہو رہا ہے ایسے لوگ جو اپنے آپ کو عقل مند سمجھتے ہیں در اصل وہ عقل مند نہیں ہوتے ہیں بلکہ وہ بد دیانت اور لالچی ہوتے ہیں:

"صاحبان ذی وقار! فہم و فراست کے پرستار! عقل کو حیرت میں ڈالنا۔۔۔۔۔۔ منطق کو بے جان کرنا۔۔۔۔۔۔ اور ہوش مندی کا ہوش اڑانا میرا پیشہ ہے۔۔۔۔۔۔ سفید کو سیاہ کرنا۔۔۔۔۔۔ رائی کو پہاڑ بنانا ۔۔۔۔۔۔ پانی میں آگ لگانا اور آگ میں پھول کھلانا میرا دلچسپ مشغلہ ہے۔۔۔۔۔۔ میں چاہوں تو بے بال و پر کو

اڑادوں۔۔۔۔۔۔۔۔اور پر دار کی پرواز چھین لوں۔۔۔۔۔۔۔۔ آسمان کو زمین پر اتار دوں۔۔۔۔۔۔۔۔اور زمین کو آسمان پر بٹھادوں۔۔۔۔۔۔۔پانی سے بھری بالٹی کو خالی کردو اور خالی گھڑے کو پانی سے بھر دوں۔"(15)

غضنفر نے ناولوں میں معاشرتی مسائل کی نشاندہی کرتے ہوئے استحصالی قوتوں کے غلبہ کو مگر مچھوں سے تشبیہ دی ہے:

"کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ مگر مچھ ہمیں پانی تک آنے کیوں نہیں دیتے ہمیں پانی پینے سے روکتے کیوں ہیں؟ ہمارے پانی پی لینے سے کیا تالاب خشک ہو جائے گا؟ ہم اگر مچھلیاں پکڑنا چاہتے تو بات اور ہوتی"(16)

شعور سے بہرہ مند انسان ہی اچھائی تک دسترس پا کر اپنے لیے آسانی پیدا کر سکتا ہے اور شعور انسان میں بہتر تربیت سے ہی پیدا ہوتا ہے یہاں ناول نگار یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہے کہ ہمیں ہر لمحہ دوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیے:

"بیشک تالاب ہمارے قبضے میں آگیا۔ زہر کا اثر زائل ہو گیا۔ اور ہماری تشنگی بھی مٹ گئی لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم تالاب کو یونہی چھوڑ کر چل دیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہمیں یہ نہ بھولنا چاہیے کہ ہمیں پھر پیاس محسوس ہو گی۔ دوبارہ پانی کی ضرورت پڑے گی۔ لہٰذا اس تالاب کا تحفظ بھی اتنا ہی اہم ہے جتنی کہ ہماری پیاس" (17)

اقتدار ایک ایسی چیز ہے جس کی تمنا میں انسان ہر پر خطر کام کرنے کے لیے تیار ہوتا ہے اور اقتدار کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی خاطر فرد واحد کی دانش مندی کو بہت حد تک اہم گردانا جاتا رہا ہے۔ اس سلسلے میں غضنفر یوں رقمطراز ہیں:

"کیا یہ جنگل کے سبھی جانوروں کی رائے ہے؟ ہاں اگر ایسا ہے مگر میری جانکاری کے مطابق سب جانوروں کی یہ رائے نہیں پھر بھی میں آپ لوگوں کو مایوس نہیں کروں گا میں اس بات کے لیے تیار ہوں کہ آپ اپنا راجا کسی اور کو چنے لیکن میری یہ شرط ہے کہ میدان میں، میں بھی اتروں گا جو جیتے گا راجا ہو گا"(18)

انسان ہر طریقے سے اپنے مفاد کے بارے میں سوچتا ہے چاہے وہ مفاد حکومت وقت کو غریب عوام سے جرمانے کی شکل میں کیوں نہ ملے۔ اقتباس دیکھئے:

"کانجی ہاؤس میں لاوارث سانڈ کو بند کرنے کا چلن نہیں ہے یہاں تو ایسے جانوروں کو بند کیا جاتا ہے جن کا کوئی نہ کوئی وارث ہو جو کچھ ہی دنوں میں جرمانہ دے کر اپنے جانور کو لے جاتا ہے"(19)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-18

دنیا کے تمام انسان برابر نہیں ہیں کوئی زیادہ عقل مند اور کوئی بے حد بے وقوف۔ شیطان صفت انسان بے وقوف کو گمراہ کرنے کے لیے مختلف چالیں چلتا رہتا ہے:

"سپیرے انکل مجھے پتہ چلا ہے کہ گاؤں میں سانپ کہیں باہر سے نہیں آتے بلکہ انہیں آپ خود لاتے ہو مجھے بتاؤ آپ کس ترکیب سے اپنے سانپوں کو ہمارے گھروں میں داخل کرتے ہو اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے گھروں میں واقعی میں سانپ گھس گیا ہے"(20)

ناول نگار ہندو کے غیر فطری مذہب کی بہترین انداز میں منظر کشی کر رہا ہے کیونکہ ہندو برہمنوں کا کلام انہی کے لیے ہوتا ہے لیکن اس سے دوسرے لوگ پڑھ نہیں سکتے جیسا کہ برہمن کا اپنا لڑکا اس سزا کو غیر فطری قرار دینے پر تلا ہوا ہے:

"ہون کنڈ کے چبوترے کے نیچے زمین پر جھگرو کسی بلی چڑھنے والے جانور کی مانند بچھاڑیں کھا رہا تھا جسم میں جگہ جگہ اس سے خون رس رہا تھا بابا اس نے کیا کیا؟ اس نے گھور پاپ کیا ہے اس نے وہ سنا ہے جو اس سے نہیں سننا چاہیے تھا بابا اس نے ایسا کیا سنا جو اس سے سننا نہیں تھا اس نے دویہ بانی سنی ہے ہم بھی تو سنتے ہیں دویہ بانی ہمارے کانوں میں کوئی سیسہ کیوں نہیں ڈالتا"(21)

غضنفر نے اپنی تخلیقی وادبی شخصیت کے ہر پہلو کو روشن کرنے کے لیے مستعدی کے ساتھ تصنیف پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے محنت سے اپنی شخصیت کے جوہر کو نکھارا ہے وہ اچھے اور سچے انسان ہیں۔ ڈاکٹر الطاف یوسف زئی لکھتے ہیں:

"غضنفر کا کمال یہ ہے کہ وہ قاری کی فکر کو اپنی جادوئی تحریر سے **suspended** کرا کے اس کی اس عام فکری روش اور صلاحیت کو رفعت اور

Sublimity کا عطر سونگھا کر اپنا ہم رکاب بنا دیتا ہے پھر وہ قاری وہ نہیں رہتا جو اس سے پہلے تھا۔ وہ غضنفر کے ہم راہ زمان و مکان کی سیر کو نکل جاتا ہے اور تہذیب و ثقافت، تعمیر و تشکیل اور جہان معنی کے نئے اور اچھوتے ذائقوں سے فیض یاب ہو جاتا ہے۔"(22)

غضنفر کے ناولوں کے مطالعے سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ بنی بنائی شاہراہوں پر چلنے کا متحمل نہیں بلکہ ان کا ادبی سفر دوسروں سے منفرد ہے۔ ان کے الفاظ متعینہ معانی سے جداگانہ ہیں وہ بنیادی طور پر تخلیق کار ہیں ان کے ناول پڑھنے سے قاری فکری تازگی اور ذہنی انبساط محسوس کرتا ہے۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-18
ماخذ تحقیقی مجلہ

غضنفر نے اپنے ناولوں میں ہر پہلوہائے زندگی کو زیر بحث لایا جو ان کی وسیع النظری کا منہ بولتا ثبوت ہے انھوں نے جملہ مسائل کو جدت کے ساتھ برتا ان کے تمام ناول کسی نہ کسی مقصد کے تحت لکھے گئے ہیں علاوہ ازیں ہمارے روزمرہ زندگی کے احساسات اور جذبات ساتھ ساتھ چلے اور ان احساس کو مصنف نے بڑی گہری معنویت کے ساتھ پیش کیا آپ کی محنت کی بدولت قوم علم و آگہی کے راستے پر چلی اصلاح معاشرے اور محکوم طبقہ کے استحصال کی روک تھام کے لیے ناول کی صنف کو اپنا موضوع بنایا جہاں سرمایہ دار غریب عوام کا استحصال کرتے ہیں یعنی بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کا شکار کرتی ہے یہ صرف ہمارے معاشرے کا المیہ نہیں بلکہ بین الاقوامی منظر نامہ بھی یہی ہے آپ نے جبر کی لہروں اور جارحانہ ماحول کو ہندوستان میں محسوس کیا اور پھر قلم فرسائی کی اور استقامت، صبر و تحمل سے برداشت بھی کیا غضنفر نے اپنے ناولوں میں معاشرے کے تہذیبی، ثقافتی، سماجی، سیاسی، غلط مذہبی عقائد، فرسودہ رسم ورواج، عورتوں، مزدوروں، غریبوں، کسانوں پر کیے گئے ظلم و استحصال، فرقہ وارانہ فساد، تقسیم ملک، ہجرت کے مسائل غرض معاشرے کی تمام خامیوں کو جگہ دی۔ ان تمام حقائق کو سامنے لایا جو استحصال زدہ طبقے کی حقیقی عکاسی کر سکے اور لوگوں کے اندر حقیقی شعور جاگے اپنے فن کارانہ صلاحیتوں اور قوت مشاہدہ کو بروئے کار لاتے ہوئے دنیا میں اپنا الگ مقام اور منفرد پہچان بنائے۔ غضنفر نے اپنے ناولوں میں طبقاتی فروغ، سماجی ناانصافی، جاگیر دارانہ نظام کی خرابیاں اور ان کی عیاشیوں کو پیش کیا جس سے اس دور کی سیاسی و سماجی ماحول کی سچی تصویر سامنے آجاتی ہے اور بھولے بھالے عوام کے دکھوں کا صرف علاج نہیں بلکہ وہ ایک سچے مسیحا ہیں ان کے ناولوں میں انسانوں کے تمام طبقوں کی ترجمانی ملتی ہے انسانی جذبات اور نفسیات کی تہہ در تہہ گتھلیوں کو سلجھانے کی کوشش بھی کرتے ہیں انہوں نے اس وقت کے مظلوم اور نچلے طبقے کے مسائل کو جاننے کی کوشش کی اور ان کو اپنے ناولوں میں اس طرح بیان کیا جیسے انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے وہ جبر اور کٹھن حالات میں حسن اور خیر کے متلاشی ہیں وہ انسان کو غیر انسانی حالت میں نہیں دیکھنا چاہتے ہیں ان کے ناول پڑھ کر زندگی کا احساس اور غریب و مظلوم طبقے سے ہمدردی کا جذبہ قاری کے اندر پیدا ہوتا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 3, (July to Sep 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-III)urdu-18

حوالہ جات

1۔ غضنفر، مانجھی (ناول)۔ عفیف آفسیٹ پرنٹس، دہلی6، 2012ء، ص56

2۔ غضنفر، پانی (ناول)، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی6، 1989ء، ص50

3۔ غضنفر، دویہ بانی (ناول)، بشریٰ پبلی کیشنز، علی گڑھ، 2000ء، ص141

4۔ غضنفر، کینچلی، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 1993ء، ص54

5۔ غضنفر، پانی (ناول)، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی6، 1989ء، ص88

6۔ غضنفر، دویہ بانی (ناول)، بشریٰ پبلی کیشنز، علی گڑھ، 2000ء، ص18

7۔ غضنفر، پانی (ناول)، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی6، 1989ء، ص33-34

8۔ غضنفر، وش منتھن (ناول)، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی6، 2004، ص41۔42

9۔ غضنفر، دویہ بانی (ناول)، بشریٰ پبلی کیشنز، علی گڑھ، 2000ء، ص82

10۔ غضنفر، فسوں (ناول)، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 2003ء، ص

11۔ غضنفر، فسوں (ناول)، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 2003ء ص39

12۔ غضنفر، فسوں، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 2003ء، ص42

13۔ غضنفر، کینچلی (ناول)، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 1994ء، ص20۔21

14۔ غضنفر، کہانی انکل (ناول)، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 1994ء، ص7

15۔ غضنفر، پانی (ناول)، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 1989ء، ص59

16۔ ایضاً، ص15-16

17۔ ایضاً، ص32

18۔ غضنفر، کہانی انکل، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 1994ء، ص11

19۔ ایضاً، ص35

20۔ ایضاً، ص84

21۔ غضنفر، دویہ بانی، بشریٰ پبلی کیشنز، علی گڑھ، 2000ء، ص6

22۔ ریشا قمر، ڈاکٹر، غضنفر شناسی (ناولوں کی روشنی میں)، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی2، 2023ء، ص47